

سماجی نظم و نسق کی حکمت عملی، غزوات النبی ﷺ کے تناظر میں

Social Governance Strategy, A Review in the context of Ghazwat un Nabi

* Dr Tahmina Fazil

ABSTRACT

The word governance is so important that its presence is found in every corner of the universe. Governance is fundamental in improving social life. Thanks to Social Governance, people not only get better opportunities to live, but also their quality of life improves. The best social governance is established when the individuals in the society agree on a common social contract, certain standards and ensure absolute adherence to the constitution and law. The Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) not only combined tribally divided people under one center but also improved their social order and eased their plight. The social order strategy of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) is clearly visible in peace and war. Because of this social governance strategy, the objectives and basic motivations of war changed on one hand; while on the other hand, it was possible to achieve the desired goals with less time and less bloodshed.

Keywords: social governance, social contract, peace and war, less bloodshed.

نظم کا لفظ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ کائنات کے ہر گوشے میں اس کی موجودگی پائی جاتی ہے۔ دنیا کا ہر کام کسی نہ کسی قائدے یا قانون کا پابند ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کا وجود، سورج، چاند ستارے سب ایک قائدے کے تحت اپنے راستے پر گامزن ہوتے ہیں۔ دن اور رات کا آنا جانا، موسموں کا تغیر و تبدل، چاند کا گھٹنا بڑھنا، سورج کا وقت مقررہ پہ نکلنا اور غروب ہونا، ستاروں کا چمکنا، انسانی جسم اور اس کے اعضاء کا اپنے مخصوص افعال سرانجام دینا سمیت دنیا کے تمام کام قانون نظم کے تحت سرانجام پاتے ہیں۔ اور جہاں نظم نہیں ہو گا وہاں افراتفری کا دور دورہ ہو گا۔ بالکل اسی طرح جس سماج میں نظم و نسق پایا جاتا ہے وہاں لوگوں کو زندگی گزارنے کے بہترین مواقع حاصل ہوتے ہیں جبکہ نظم و نسق سے عاری سماج میں نہ صرف لوگوں کی زندگیاں تنگ ہو جاتی ہیں بلکہ بھوک و افلاس اور تنگ نظری جنم لیتی ہے۔ سماجی نظم و نسق اس وقت قائم ہوتا ہے جب افراد معاشرہ کسی مشترکہ سماجی معاہدے پر متفق ہو جاتے ہیں اور کچھ خاص معیارات و اقدار کے حصول کی خاطر آئین و قانون کی مکمل پابندی کو یقینی بناتے ہیں۔ سماجی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کا مقصد انسانی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا اور تمام لوگوں کو بنیادی انسانی و قانونی حقوق تک رسائی دلوانا ہے۔ اسلام کے عروج میں بھی سماجی نظم و نسق نے بنیادی کردار ادا

*Assistant Professor, Vehari Campus, University of Education Lahore.

کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ذات پات اور قبائل میں بٹی قوم کے نظم و نسق کو بہتر کر کے اسے مرکزیت کے ماتحت کیا اور قرآن کے اس حکم کی تعمیل کرائی جس میں اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد امیر کی اطاعت کا حکم ملتا ہے۔ ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ^۱

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحب امر کی

نبوت سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی مدبرانہ صلاحیتیں اور سیاسی و سماجی بصیرت لوگوں پر واضح ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ کی سماجی بصیرت کی شروعات حلف الفضول کا معاہدہ تھا جس میں آپ نے سماجی نظم و نسق کی بہترین مثال قائم کی۔ اس معاہدہ کی سرفہرست شق یہ تھی کہ عرب کے تمام افراد ظالم کے مقابلے میں ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیں گے۔^۲ حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر کسی ناگہانی صورت حال سے بچنے میں بھی آپ کی سماجی بصیرت نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے نظم و نسق کی ایسی مثال قائم کی کہ سب راضی ہو گئے اور ایک بڑا فتنہ سر اٹھانے سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔^۳

غزوات نبوی اور سماجی نظم و نسق

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی وحدانیت کو دنیا میں عام کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اس مقصد کے لئے صلہ رحمی، تبلیغ اور مصالحت کے طریقے اختیار کیے گئے لیکن جہاں یہ طریقے کامیاب نہ ہوئے وہاں فساد کے خاتمے کے لیے جہاد اور قتال سے کام لیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوات و سرایہ اپنی نوعیت میں عرب کی جنگوں سے بالکل مختلف منفرد تھے کیونکہ ان کی مدد سے مدینہ کی ایک چھوٹی سی شہری ریاست نے گنے چنے مجاہدین کی مدد سے انتہائی قلیل مدت میں لاکھوں مربع میل کا علاقہ اپنے زیر نگین کر لیا۔

رسول اللہ کی جنگوں کے لئے غزوہ اور سرایہ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ غزوہ کو اصطلاح میں سے ایسی جنگی کارروائی کہا جاتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود سپہ سالار کی حیثیت سے شرکت فرمائی ہو جبکہ سرایہ چار پانچ سو افراد پر مبنی فوج کا لشکر ہوتا ہے۔^۴ سیرت کی کتابیں سرایہ سے مراد ایسی جنگی کارروائی لیتی ہیں جس میں آپ نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ کسی اور صحابی کو سپہ سالاری سونپی ہو۔^۵

رسول اللہ ﷺ کی جنگیں عرب کی جارحانہ مہمات سے بالکل الگ تھیں۔ اہل عرب تو معمولی باتوں پر جنگ و جدل کے لئے تیار ہوتے تھے اور پھر یہ جنگیں سال ہا سال جاری رہتی تھیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف جنگی محرکات اور بنیادی مقاصد تبدیل کیے بلکہ جنگ کے لیے از سر نو حکمت عملی ترتیب دی جو عرب کی روایتی جنگوں سے یکسر مختلف تھی۔^۶ دور نبوی کی جنگوں کی نوعیت دفاعی ہوتی یا فتنہ کے تدارک کے لیے ہوتی تھیں۔ ارشاد ہے: وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔^۷ اور فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے۔ ظالموں سے جہاد کرنے کا حکم ہے تاکہ ان کو ظالمانہ کاروائیوں سے روکا جاسکے اور فتنہ کا خاتمہ ممکن ہو۔ کیونکہ فتنے کی موجودگی میں ریاست کا نظم و نسق قائم رہنا محال ہوتا ہے۔ جنگ و جہاد کا دوسرا ہدف دین کی اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔^۸ ”اور تم ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو۔“

عہد نبوی ﷺ کی جنگوں کا ایک مقصد فتنہ کا تدارک بھی تھا۔ آپ ﷺ نے جیسے ہی دعوت دین کی ابتدا فرمائی ہر طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول عرب کو ہرگز یہ برداشت نہ تھا کہ خطہ عرب کی سربراہی ایک جو نیز گھرانے کے حصے میں آئے۔ مکہ سے جیسے ہی مدینہ ہجرت ہوئی مسائل کے حل کے لیے جہاد و قتال سے کام لیا گیا۔

صحیح بخاری میں ان غزوات کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے کہ یہ انیس تھے۔^{۱۰} دور نبوی میں جنگی محاذوں کی تعداد بیاسی بتائی جاتی ہے اور ان میں دو سو انسٹھ مسلمان شہید ہوئے اور قتل ہونے والے کفار کی تعداد سات سو انسٹھ تھی۔^{۱۱}

مندرجہ بالا محدود تعداد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جنگیں روایتی عرب جنگوں سے بالکل الگ تھیں جن میں ہزاروں قیمتی جانوں کا ضیاع ہو کر رہا تھا۔ دور جاہلیت کی جنگوں کا مقصد صرف اور صرف خوف و ہراس پھیلانا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کی جنگیں فتنے کے خاتمہ اور امن و امان کے حصول کے لیے ہو کر تھیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: وجدت امرأة مقتولة في بعض مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل النساء والصبیان۔^{۱۲}

”حضرت نافع اور ابن عمر سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔“

ارسل اللہ ﷺ نے معذوروں، ضعیفوں اور بچوں کو قتل کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور دشمن کو مارنے کی بھی اخلاقیات طے کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے طرز پر لاشوں کی بے حرمتی سے بھی منع فرمایا۔ ارشاد فرمایا: نبی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النہی والمیثۃ۔^{۱۳} ”رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور لاشوں کا مشلہ کرنے سے منع فرمایا۔“ دشمن کو جلا کر مارنے سے منع فرمایا۔

”وان النار لا یعذب الا اللہ فان وجدتموہما فاقتلوہما۔“^{۱۴}

”آگ کا عذاب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا لہذا اگر تم دشمن کو پاؤ تو انھیں قتل کر ڈالنا۔“

اسلام میں جنگ میں بھی اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔ جنگ میں ایسے لوگوں کو قتل کی ممانعت ہے جو جنگ میں براہ راست شامل نہ ہوں نیز عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔^{۱۵} تاہم کبھی کبھار ایسے حالات پیدا ہو جاتے کہ عورت کا قتل ضروری ہو جاتا تھا۔ اس کی ایک مثال فتح مکہ کا وہ واقعہ ہے کہ جب ابن خطل کی دو لونڈیوں نے رسول اللہ ﷺ کی جھوکی اور بارہا منع کرنے پر بھی باز نہ آئیں تو ان میں سے ایک کو اس حرکت پر قتل کیا گیا جبکہ دوسری نے معافی مانگ کر امان حاصل کر لی۔^{۱۶}

اس کے برعکس دور حاضر کی جنگیں ”جنگ میں سب جائز ہے“ کے اصول پر لڑی جاتی ہیں۔ ان جنگوں کا مقصد مخالف فریق کا زیادہ سے زیادہ جانی و مالی نقصان کرنا ہوتا ہے۔ جنگ عظیم اول اور دوم نہ صرف انسانیت سوز تھیں بلکہ ظلم و زیادتی کی عظیم داستانیں بھی رقم

کر گئی تھیں۔ جنگ عظیم اول میں ۸۵۰۰۰۰ افراد ہلاک ہوئے، جبکہ جنگ عظیم دوم میں ۴ کروڑ افراد مارے گئے اور کئی ملین افراد زخمی ہوئے^{۱۸}

سماجی نظم و نسق کے اقدامات

دور نبوی میں داخلی استحکام کے حصول کے لیے اختیار کی گئی تدابیر میں سے ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ مکہ یا گردنواح کے اسلام قبول کرنے والوں کو یہ نصیحت کی جاتی کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ آتے جائیں۔ اس اقدام سے ایک طرف مدینہ میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہارہا تھا تو دوسری طرف ان کو مستقبل کے لائحہ عمل کے لیے ہدایات دینا زیادہ آسان تھا۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ ارد گرد کے باشندوں سے سے ان علاقوں اور راستوں کے متعلق آگاہی حاصل ہوتی تھی۔ ریاست مدینہ کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ نیز بدر اور احد کی لڑائیاں مدینہ سے باہر نکل کر میدانوں میں لڑی گئیں۔ اور غزوہ احزاب میں حضرت سلیمانؑ کے مشورے سے خندق کھودائی بھی ریاست مدینہ کے تحفظ کی ایک عظیم مثال ہے۔ یہ خندق مسلمانوں کے لیے ایسی ڈھال ثابت ہوئی کہ جس کی موجودگی میں مدینہ پر چڑھائی کا کفار کا خواب حقیقت نہ بن سکا۔ نیز حالات کی کشیدگی کے پیش نظر مسلمانوں کے دستے مدینہ کے اطراف میں گشت کرتے رہتے تاکہ حالات کا پتہ چلایا جاسکے اور کسی بھی نازک صورت حال میں پیشگی اقدامات کئے جاسکیں۔ رسول اللہ کے ان اقدامات کی بدولت نہ صرف ریاست مدینہ کا نظم و نسق بہتر ہوا بلکہ یہ ایک محفوظ مقام بن گیا۔

تربیت سپاہ

بہترین جنگی حکمت عملی کے لیے بلند حوصلہ فوج اور جنگی فنون میں بھی مہارت لازم و ملزوم ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان فوج کی تربیت کرتے ہوئے ان دونوں چیزوں کا خاص خیال رکھا۔ آپ نے تربیت سپاہ میں فکری اور آفاقی اصولوں کو مد نظر رکھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس کے قدم بڑی سے بڑی قوت کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی نہ ڈگمگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی فوج جذبہ شہادت کے تحت دشمن کا سامنہ کرتی کیونکہ شہید کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے: **يَوْمَ لَا تَفْقَهُوا لِيَنَّ بُنْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ**۔^{۱۹} ”اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔“

ایک دفعہ آپ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ بہترین انسان کون ہے تو آپ نے فرمایا: ”مؤمن بجاہد فی سبیل اللہ بنفسہ و مالہ“۔^{۲۰} ”وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔“ اسلام میں شہادت کو حاصل اس بلند مقام کی وجہ سے مسلمان بے خوف ہو کر لڑتے اور شہادت پانے کی آرزو کرتے۔ ان کی یہ سوچ موت کے ڈر پر حاوی ہو جاتی تھی۔ جہاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”الروح والغدوة فی سبیل اللہ افضل من الدنیا وما فیہا“۔^{۲۱} ”اللہ کی راہ میں گزرنے والی ایک صبح اور شام دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔“

رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کی ہمہ جہت تربیت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی فوج کو طویل مسافت کے لیے بھیجا کرتے تاکہ وہ مشقت کے عادی ہو جائیں اور دور دراز کے جغرافیائی حالات اور موسم کی شدت کو برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں۔

آپ ﷺ کی ان کاوشوں کا ثمر تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ نے مدینہ کی پتھریلی زمین میں نو ہزار گز لمبی پانچ گز چوڑی اور چار گز گہری خندق کی کھودائی ممکن بنائی۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کھدائی میں شریک تھے اور فاقوں کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ کر کھدائی کر رہے تھے۔^{۲۲} سریہ موتہ میں بھی آپ کی اس عسکری تربیت کی بدولت ایک ایک کر کے کئی سپہ سالار شہید ہونے کے باوجود خالد بن ولیدؓ اسلامی لشکر کو باحفاظت مدینہ واپس لے آئے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو گھڑ سواری اور نشانہ بازی کی بہترین تربیت بھی دیا کرتے تھے تاکہ وہ جنگ میں بہترین صلاحیتیں دکھا سکیں۔

دستیاب مادی وسائل کا بھرپور استعمال

مادی وسائل اور ان کا بھرپور استعمال سماجی فلاح و بہبود کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ آپ ﷺ تمام انسانی مادی وسائل کو لشکر کے بہترین مفاد کے لیے استعمال میں لاتے تھے۔ گھوڑوں کی اہمیت کے پیش نظر ان کو ہر دم تیار رکھنے کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ^{۲۳}

”اور تم دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے جہاں تک ہو سکے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے ہوئے گھوڑے مقابلے کے لیے رکھو تاکہ ان کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو اور دوسرے اعداء پر ہیبت قائم رکھ سکو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔“

گھوڑا بہترین صحرائی جانور تصور کیا جاتا ہے اور تیزی اور پھرتی میں اس کا کوئی ثانی نہیں اس لیے آپ ﷺ گھوڑوں کی مشق کا خاص خیال رکھتے تھے۔ حضرت نافعؓ فرماتے ہیں: ”ان نبی کان یضمر الخیل یسابق بها“۔^{۲۴} ”رسول اللہ گھوڑوں کی دوڑ کے لیے انہیں پھرتیلا بناتے تھے۔“ گھوڑوں کی اہمیت کے ضمن میں آپ کا فرمان ہے: ”الخیل معقود فی نواصی ہا الخیر الی یوم القیامۃ الاجر والمغنم“۔^{۲۵} ”گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر و برکت رہے گی۔“ رسول اللہ ﷺ اونٹوں اور گھوڑوں کو استعمال کرتے ہوئے خصوصی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے۔ صحرا میں لڑی جانے والی جنگوں میں اونٹ استعمال کیا جاتا تھا گھوڑوں کو صرف بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ آلات حرب کی اہمیت سے بھی واقف تھے اس لیے مسلمان فوج کو ان ہتھیاروں سے لیس کرنے کے لیے عملی اقدامات بروئے لاتے تھے۔ علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:

”غزوہ ہوازن میں آپ نے مکہ کے ایک دولت مند شیخ عبد اللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم قرض لیے۔ تاکہ آلات خرید سکیں“۔^{۲۶}

عربوں کے پاس کیونکہ وسائل کی کثرت تھی اس لیے ان کے ہاں ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال ہی جنگ میں کامیابی کی کنجی تصور کیا جاتا تھا۔ اس کے برعکس رسول اکرم ﷺ نے جنگ میں صف بندی کو خصوصی اہمیت دی اور جنگ کے آغاز سے قبل اس بات کو یقینی بنایا

جاتا کہ فوج کی صف بندی درست ہے۔ بہترین صف بندی کی بدولت جنگی ساز و سامان کے ضیاع کا تدارک ممکن ہوتا تھا۔ آپ ﷺ تیروں کے مناسب استعمال کے لیے دشمن زد میں آئے تب ہی تیر چلانے کا حکم دیا۔ اگر فاصلہ کم تو پتھر سے مارنے کی تلقین کی۔^{۲۷} آپ نے غزوہ بدر میں اس حکمت عملی کا مظاہرہ کیا اور برتن میں پتھر جمع کر کے کفار کی طرف پھینکے۔^{۲۸} یوں رسول اللہ ﷺ کی بہترین حکمت عملی نے یہ ثابت کیا کہ جنگ صرف وسائل کی بہتات سے نہیں بلکہ جذبہ ایمانی اور بہترین منصوبہ بندی سے جیتی جاتی ہے۔

صورتحال سے مکمل آگاہی:

کسی مخصوص محاذ میں پوری طرح کامیابی کے لیے متعلقہ حالات و واقعات سے مکمل آگاہی ضروری ہے۔ باوثوق ذرائع سے معلومات کے حصول کے بعد مناسب منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ مختلف افراد کو فوج میں تعینات کرتے اور عہدے سونپتے وقت خصوصی احتیاط سے کام لیتے اور ایسے لوگوں کو خصوصی عہدوں پر تعینات کیا جاتا جو حالات سے مکمل آگاہ ہوتے تھے۔ سپاہیوں کی روانگی باقی فوج سے پہلے ہوتی تاکہ وہ حالات و واقعات کی خبر لائیں۔ اپنی پوزیشن کو چھپانے کے لیے اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں اترا دی جاتی تھیں۔^{۲۹} دشمن کی تعداد اور جنگی سامان کا اندازہ لگا کر فیصلہ سازی کی جاتی تھی۔ بدر میں بھی اسی حکمت عملی سے مدد ملی گئی۔

بدر کے کنوئیں کے پاس دو آدمی نظر آئے تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے ان دونوں سے قریشی لشکر کی جگہ اور فوجیوں کی تعداد کے بابت پوچھا تو وہ بولے کہ وہ عدوۃ القصر کے نزدیک ہے لیکن تعداد معلوم نہیں۔ آپ ﷺ ذبح کیے اونٹوں کی تعداد کا پوچھا تو ۹ اور ۱۰ کے درمیان تعداد بتائی گئی۔ اس سے آپ ﷺ نے اندازہ لگایا کہ ان کی تعداد ۹ سو سے ایک ہزار کے بیچ میں ہے اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔^{۳۰} یوں جنگ میں حصہ لینے والے قریشی سرداروں کی تعداد کا پتہ لگا کر اس کے مطابق حکمت عملی ترتیب دی گئی۔

مختلف مقامات پر تقرری کے لیے ایسے لوگوں کو منتخب کیا جو متعلقہ حالات سے مکمل آشنا تھے۔^{۳۱} جنگ بدر کے لیے ترتیب لشکرات کو ہی کر لی گئی: ”عن عبدالرحمن بن عوف قال عبانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببدر لیلاً“۔^{۳۲} ”رسول اللہ ﷺ نے مقام بدر میں رات کے وقت ہمیں مناسب جگہوں پر تعینات فرمایا“۔ احد میں مدینہ سے باہر جا کر جنگ کرنے کا فیصلہ اور جنگ احزاب میں دشمن کی کثیر فوج کو مدینہ میں داخلے سے خندق کے لیے روکنے کا فیصلہ بھی حالات کو دیکھ کر کیا گیا تھا۔

جغرافیائی حکمت عملی:

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی میں جغرافیائی معلومات بھی شامل تھیں۔ آپ جنگ میں متعلقہ علاقے کے جغرافیہ کے مطابق فیصلے فرماتے۔ اس کی ایک عظیم مثال جنگ بدر میں جغرافیائی حکمت عملی کے مطابق کاروائی تھی۔

جنگ بدر میں بدر کے کنوئیں پر پڑاؤ کا فیصلہ حضرت خباب بن منذر کے کہنے پر کیا گیا جو کہ درست ثابت ہوا۔^{۳۳} یوں بدر میں جب جنگ جون پر تھی تو سورج مسلمان فوج کے پیچھے تھا جس سے ان کو لڑنے میں دقت نہ تھی جبکہ قریش کو سخت مشکل کا سامنا تھا کہ سورج کی شعاعیں ان کی آنکھوں میں پڑ رہی تھیں۔

میدان احد کی جانچ پڑتال کے بعد کوہ عینین عبد اللہ بن جبر کی سربراہی میں پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا گیا۔^{۳۴} نیز لشکر کے پڑاؤ کے لیے اونچی جگہ کا انتخاب کیا جاتا تھا کہ ہنگامی حالات میں جان بچانے میں آسانی ہو۔^{۳۵}

غزوہ خندق میں بھی مدینہ کی جغرافیائی حدود و خال کا دھیان رکھا گیا۔ مدینہ کے تین طرف قدرتی دشواریوں کے سبب اسے شمالی جانب سے محفوظ بنانے کی طرف توجہ مرکوز کی گئی۔ اس لیے وہاں خندق کھودی گئی۔

غزوہ خیبر کے لیے روانگی کے وقت بھی آپ ﷺ نے نجد سے خطرے کے بادل اٹھتے دیکھے تو ابان بن سعید کو کچھ لوگوں کے لشکر کے ساتھ نجد کے ان جنگجوؤں کے خاتمے کے لیے بھیجا تا کہ وہ مدینہ پر حملہ کے قابل نہ ہوں۔^{۳۶}

خیبر تک رسائی کے لیے حسل بن خارجہ اور عبد اللہ بن نعیم کو راہبری سونپی گئی گو اس علاقے کے ہر گوشے سے واقف تھے۔^{۳۷} حضرت خباب بن منذر کے مشورے سے چھاؤنی کا درجہ رجب کے علاقے کو حاصل ہونے سے خیبر کے یہودیوں اور قبیلہ غطفان کے باسیوں کے باہمی میل ملاپ میں رکاوٹ آگئی اور ان کی طاقت کم ہوئی۔^{۳۸} رسول اللہ ﷺ کی بہترین جغرافیائی پالیسی کی بدولت مفید نتائج حاصل ہوئے اور محدود نقصان کے بدلے لا محدود فتوحات نصیب ہوئیں۔

موزوں افراد کا تعین

موزوں ترین افراد کو سپہ سالاری سونپ کر بہترین نتائج کا حصول ممکن بنایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے انفرادی قابلیت اور قائدانہ صلاحیتوں کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ایک جنگ میں سپہ سالاری حاصل کرنے والا دوسری جنگ میں کسی اور سپہ سالار کے ماتحت جنگ لڑ رہا ہوتا اور اس بات کو بالکل بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔

امیر حمزہ کو اگر سیف البحر میں کمان دی گئی سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ سعادت سریہ ضرار میں نصیب ہوئی۔ غزوہ موتہ میں لشکر کی کمان زید بن حارثہ کو دی گئی اور بہت سے جلیل القدر صحابہ نے ان کی ہدایات کے مطابق جنگ میں اپنی پوزیشنیں سنبھالیں۔ بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لشکر کی سربراہی اسامہ بن زید جیسے نو عمر صحابی نے کی^{۳۹}

تاہم اکثر اوقات لشکر کے سپہ سالار کے تقرر میں مشاورت کی پالیسی اپنائی جاتی تھی اس کی ایک مثال سریہ الجنب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے مشاورت کے بعد قبیلہ خزرج کے بشیر بن سعد کو کمان سونپی تھی۔^{۴۰} یوں لشکر کے نگران، علم بردار اور فوج کے شہسوار کا انتخاب بھی ذاتی صلاحیتوں اور قابلیت کی روشنی میں کیا جاتا تھا۔ تاہم جس کو بھی یہ ذمہ داریاں سونپی جاتی فوج اس کی پیروی کرنے کی پابند ہوتی تھی۔

تاہم بعض اوقات ان شعبہ جات پر تقرری کرتے ہوئے السابقون الاولون کو بھی اہمیت دی جاتی لیکن اس صورت میں بھی ذاتی صفات اور قابلیت کو نظر انداز نہ کیا جاتا تھا۔^{۴۱} اطاعت امیر کو جنگ میں کامیابی کی کنجی قرار دیا جاتا تھا۔ ارشاد نبوی ہے:

قال النبی ﷺ لا بی ذر اسمع واطع ولو حبشی کان راسہ زبیبة۔^{۴۲}

رسول اللہ نے ابوذر سے فرمایا سنو اور اطاعت کرو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کا سر منقہ کی طرح چھوٹا ہو۔“

آپ کے ماننے والوں نے اس حدیث پر من وعین مل کیا اور کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

رازداری

جنگ میں فوج کی نقل و حرکت سے دشمن کو لاعلم رکھنا بہت اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر دشمن کو فوج کی حکمت عملی، تعداد اور تھکانے کا علم ہو تو ہر طرح کی تدبیر بے سود ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: الحرب خدعة۔^{۴۳} ”جنگ ایک چال ہے۔“

آپ ﷺ اپنے دشمن سے اپنی ہر تدبیر پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کفار کے لشکر کی آمد سے قبل رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ سے ایک شیخ کی ملاقات ہوئی تو اس سے قریش کے لشکر سے متعلق باز پرس کی گئی۔ لیکن اس کے شناخت دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہم کنوئیں کے پاس سے آئے ہیں۔ اس رازداری کی وجہ سے اس شخص کو آپ کے اصل ٹھکانے کا علم نہ ہو سکا۔^{۴۴} فتح مکہ کے لیے روانگی کے وقت بھی جنوبی راستے کو چھوڑ کر شمالی راستہ اختیار کر کے حلیفوں کو جمع کیا اور شمال مشرق سے ہوتے ہوئے جنوب مشرق گئے یوں دشمن کو آپ کی درست سمت کا اندازہ نہ ہو سکا اور وہ حیرت زدہ ہو گیا۔^{۴۵} نیر مسلمانوں کی تعداد کو خفیہ رکھنے کے لیے رسول اللہ نے یہ حکمت عملی اپنائی کہ ہر صحابی کو اپنی الگ مشعل جلانے کا حکم دیا تاکہ ان کی تعداد زیادہ لگے اور دشمن پر ہیبت طاری ہو جائے۔ آپ ﷺ کی یہ تدبیر اتنی سودمند ثابت ہوئی کہ کفار مکہ نے اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یوں مکہ بغیر کسی لڑائی کے فتح ہو گیا۔ حنین اور تبوک کے غزوات میں بھی ایسی ہی خفیہ پالیسی اختیار کرتے ہوئے منزل تک پہنچنے کے لیے متبادل راستوں کا انتخاب کیا گیا۔ جنگی چالوں اور حکمت عملی کو جتنا پوشیدہ رکھا جائے گا اتنی ہی جنگی کامیابی کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔

جاسوسی کا نظام

جنگی ہمت عملی میں ایک طرف اپنی فوج کی نقل و حرکت کو صیغہ راز میں رکھنا ہوتا ہے تو دوسری طرف دشمن کی نقل و حرکت اور ٹھکانوں سے واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ یہ کام جاسوسوں سے لیا جاتا ہے تاکہ مخالف فوج کی چالوں کا بروقت موثر جواب دیا جاسکے۔ نظام جاسوسی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی فوج کے شعبہ جات میں جاسوسی و سراغ رسانی کو خصوصی اہمیت دی جاتی تھی۔ ان شعبہ جات میں شامل صحابہ ہر وقت دشمن کی مخبری میں لگے رہتے تھے۔

بدر کی لڑائی کے روز رسول اللہ ﷺ نے عدی بن ابی الغریاء کے ساتھ بسبس بن عمرو کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ قریش کے لشکر کی خبر لائیں وہ بدر کے کنویں کے قریب جا کر ابوسفیان کے متعلق دریافت کرنے لگے اور جیسے ہی لشکر قریش کی آمد کا پتہ چلا فوراً رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا گیا۔^{۴۶} غزوہ احد میں یہ ذمہ داری حباب بن منذرؓ اور انس بن فضالہؓ اور حضرت علی بن ابوطالبؓ کو سونپی گئی۔^{۴۷} غزوہ ذی امر کی بھی پیشگی اطلاعات تھیں کہ بنو ثعلبہ اور حجاب کا بڑا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہونے والا ہے تو مسلمان فوج پوری تیاری کے ساتھ تھکرہ جگہ پہنچی دشمن پر بیت طاری ہو گئی اور وہ چھپ گیا رسول اللہ ﷺ ۳۰ روز وہیں پر قیام فرمایا۔ تاکہ دشمن کو مرعوب کیا جاسکے^{۴۸}

جنگ خندق سے قبل رسول اللہ ﷺ شمالی عرب گئے ہوئے تھے وہاں سے آپؐ کا ارادہ دومۃ الجندل جانے کا تھا لیکن کفار کے لشکر کی خبر سننے پر آپؐ راستے سے ہی لوٹ آئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا مخالف فوج پہنچنے سے دوہفتے پہلے ہی خندق کی کھودائی مکمل کر لینا خبر رسانی کے اعلیٰ معیار کا ضامن ہے۔^{۴۹} بنو مصطلق نے شعبان ۶ھ میں مسلمانوں کے خلاف زور و شور سے جنگی تیاریوں کا آغاز کر دیا۔ آپ ﷺ ان کی تیاریوں کی خبر ملتے ہی اچانک واپس آئے اور مریسح کے مقام پر ان کو گھیر لیا گیا۔^{۵۰}

دور حاضر میں جاسوسی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ لہذا ہر ملک اپنے دفاع و سالمیت کے تحفظ کے لیے محکمہ جاسوسی قائم کرتا ہے اور خفیہ ایجنسیاں فعال بناتا ہے۔ بلاشبہ جاسوسی کے نظام کے فعال ہونے سے مناسب حکمت عملی اپنا کر دشمن کی ہر چال کو ناکام کیا جاسکتا ہے۔

جدت

جنگ میں ہتھیاروں کے ساتھ جدید طریقوں کا استعمال اسے آسان بنا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جنگی حکمت عملی ترتیب دیتے ہوئے روایتی اور جدید دونوں طرح کے طریقے استعمال کرتے تھے۔ ان طریقوں میں صف بندی کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ اس سے قبل عربوں میں صف بندی مفقود تھی۔ دوران لڑائی اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا جاتا کہ سورج مخالف سمت ہو تاکہ سورج کی تیز شعاعیں وجیوں کی لڑنے کی استعداد کو متاثر نہ کر سکیں۔ ہوا کے رخ کو بھی ذہن میں رکھا جاتا اور ان سارے اقدامات کے بعد کھٹن سے کھٹن حالات میں بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاغْلُظْ**۔^{۵۱} ”اے ایمان والو جب کسی گروہ سے لڑو تو ثابت قدم رہو“۔ دوران جنگ حالات کتنے ہی برے ہوتے مسلمان نہ صرف ثابت قدمی سے لڑتے بلکہ علاقائی حالات کو بھی مد نظر رکھا کرتے تھے۔ انہی حالات کے پیش نظر غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسیؓ کے خندق کھودنے کے مشورہ پر عمل کیا گیا۔^{۵۲} خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا تو اس کے لیے مناسب جگہ اور لمبائی و گہرائی کا تعین رسول اللہ ﷺ نے بذات خود کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں

پوری سپاہ خندق کھودنے کو تیار تھی اور رسول اللہ ﷺ انجینیر کی طرح خندق کی چوڑائی اتنی رکھوا رہے تھے کہ اسے گھوڑا بھی جست لگا کر پھلانگ نہ سکے۔^{۵۳} تاریخ شاہد ہے کہ اس خندق کی بدولت دشمن کا طویل محاصرہ بھی مدینہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔ یوں ریاست مدینہ اور اس کے باسی دونوں کفار کے شر سے بالکل محفوظ رہے۔ خندق دیکھ کر کفار مکہ حیران و پریشان تھے اس طریقے کے بارے میں جاننے کے خواہش مند تھے۔

زاد المعاد میں تحریر ہے: قریش کہنے لگے یہ کونسا طریقہ ہے جو ہمارے علم میں نہیں۔^{۵۴} جنگ خیبر میں منجنیق کا استعمال بھی جدت و تنوع کی عظیم مثال تھی۔ جب یہود اپنے مضبوط قلعوں میں محصور ہو گئے تو ان منجنیقوں کے ذریعے ان پر پتھر پھینکے گئے نیز طائف میں بھی یہی فن استعمال کیا گیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ:

”محاصرہ طائف میں دبانہ اور عراوہ کو بھی استعمال کیا گیا“۔^{۵۵}

مندرجہ بالا اقدامات کے ساتھ ساتھ اونٹوں اور گھوڑوں کو پھر تیلار کھنے کے لیے ان کی دوڑ بھی لگوائی جاتی۔ نشانہ بہتر بنانے کے لیے تیر اندازی کی مشق کرائی جاتی تھی۔ جنگ میں بھوک و پیاس برداشت کرنے کے لیے فوجیوں کو روزے رکھنے کی ترغیب دی جاتی۔ حج کے ذریعے جنگی سختی جھیلنے اور صحرا میں بہتر زندگی گزارنے کی مشق کرائی جاتی تھی۔

نتائج بحث

مندرجہ بالا اقدامات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عربوں کے نظم و نسق کو بہتر بنا کر نہ صرف ان کے سماجی و معاشرتی حالات کو بہتر کیا بلکہ ان کو ایک قوم کی حیثیت سے منظم و مربوط بھی کیا۔ آپ ﷺ سے قبل جنگیں کئی کئی سال جاری رہا کرتی تھیں جن کا مقصد دوسرے فریق کی جان و مال اور املاک کو تباہ کرنا تھا۔ آپ کے غزوات نے اقوام عالم کو یہ درس دیا کہ مناسب منصوبہ بندی اور بہترین نظم و نسق کے ذریعے کم وقت میں بھی مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

سفارشات

دور حاضر میں بھی ریاستوں اور ان کے باشندوں کو سماجی نظم و نسق کے قیام کے سلسلے میں مسائل کا سامنا ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل سفارشات مرتب کی گئی ہیں

- افراد معاشرہ کے باہمی تعلقات میں بہتری لانے کی کوشش کیجائے تاکہ نزاع کی صورت حال سے بچا جاسکے۔
- ریاست کے اداروں کو مضبوط بنایا جائے تاکہ حالت نزاع میں وہ اس قابل ہوں کہ ریاست کے نظم و نسق کا تحفظ کر سکیں۔
- مفاہمت کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے اپنے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ کسی بیرونی خلفشار سے بچا جاسکے۔

حوالہ جات:

^۱ القرآن، النساء: ۵۹

^۲ عبد الرحمن سیبلی، الروض الانف، (قاہرہ، مکتبہ الکلیات الازہریہ) ج ۱، ص: ۱۱۱

^۳ محمد بن سعد، الزہری، الطبقات الکبیر، (القاہرہ، مکتبہ الناجی، ۱۴۲۱ھ) ج ۱، ص: ۱۴۰

- ^۴ عبد الحفیظ، مصباح اللغات (دہلی، مکتبہ برہان اردو، ۱۹۵۵ء)، ص: ۳۵۱
- ^۵ وحید الزمان، لغات الحدیث (کراچی، میر محمد کتب خانہ)، ج: ۳، ص: ۳۸
- ^۶ نثار احمد، ڈاکٹر، عہد نبوی میں ریاست کا نشو و نما (لاہور، نشریات، ۲۰۰۷ء) ص: ۹
- ^۷ القرآن، البقرة: ۱۹۱:۲
- ^۸ القرآن، الانفال: ۳۹:۸
- ^۹ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کے میدان جنگ (لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۲ء)، ص: ۹
- ^{۱۰} بخاری، الصحيح البخاری، کتاب المغازی، باب سریرہ العسیرہ، حدیث: ۳۹۴۹
- ^{۱۱} محمد سلیمان، منصور پوری، قاضی، رحمۃ للعالمین (مرکز الحرمین الاسلامی، فیصل آباد، ۲۰۰۷ء)، ج: ۲
- ^{۱۲} بخاری، الصحيح، کتاب الجہاد والسير، باب، قتل النساء فی الحرب، حدیث: ۳۰۱۵
- ^{۱۳} بخاری، الصحيح، کتاب المظالم، باب النہبی بغیر اذن صاحبہ، ۲۴۷۴
- ^{۱۴} ایضاً، حدیث: ۳۰۱۴
- ^{۱۵} ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (بیروت، دار المعرفۃ للطباعة)، ج: ۳، ص: ۲۴۰
- ^{۱۶} ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج: ۳، ص: ۲۴۰
- ^{۱۷} Britanica.com/event/world-war-1
- ^{۱۸} Britanica.com/summary/world-war-II
- ^{۱۹} القرآن، البقرة: ۱۵۴:۲
- ^{۲۰} البخاری، الصحيح، کتاب الجہاد والسير، باب، افضل الناس مومن مجاہد بنفسہ ومالہ سی سبیل اللہ، حدیث: ۲۷۸۶
- ^{۲۱} ایضاً، کتاب الجہاد والسير، باب، الغزوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ، حدیث: ۲۷۹۴
- ^{۲۲} طبری، تاریخ الرسل والملوک، (بیروت دار الکتب العلمیہ)، ج: ۲، ص: ۵۶۸
- ^{۲۳} القرآن، الانفال: ۴۰:۸
- ^{۲۴} ابی داؤد، السنن، (الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع)، کتاب الجہاد، باب فی السبق، حدیث: ۲۵۷۶
- ^{۲۵} بخاری، الصحيح، کتاب الجہاد، باب، الخیل معقود فی نواصیہا الخیر، حدیث: ۲۸۵۲
- ^{۲۶} شبلی نعمانی، سیرت النبی، (لاہور، مکتبہ اسلامیہ ۲۰۱۲)، ص: ۳۲۴
- ^{۲۷} ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج: ۱، ص: ۳۰۴
- ^{۲۸} ایضاً، ص: ۳۰۵
- ^{۲۹} محمد احمد بشمیل، موسوعۃ الغزوات الکبریٰ (قاہرہ، المکتبۃ السلفیہ، ۱۹۸۵ء)، ص: ۱۲۵۔ عبد الباری، ایم۔ اے، رسول کریم ﷺ کی جنگی سکیم (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۸۶ء)، ص: ۳۳
- ^{۳۰} ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۲۵۵
- ^{۳۱} محمد صدیق قریشی، بغیر حکمت و بصیرت (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب)، ص: ۲۶۸
- ^{۳۲} محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، ترمذی، السنن (الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء)، باب الجہاد، حدیث: ۱۶۷۷
- ^{۳۳} ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ص: ۲۳۵
- ^{۳۴} ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۲۷۵
- ^{۳۵} صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، (لاہور، المکتبۃ السلفیہ، ۲۰۰۴ء)، ص: ۳۴۷
- ایضاً، ص: ۵۱۵

- ۳۷ محمد احمد با شمل، مسعود الغزوات الکبریٰ غزوہ خیبر (القاهرہ، المكتبة السلفية)، ص: ۷۷
- ۳۸ عبد الرحمن الطیب الانصاری، ڈاکٹر، خیبر الفتح الذی سرّہ النبی ﷺ (الریاض، دار القوافل، ۲۰۰۴ء)، ص: ۴۴
- ۳۹ یسین مظہر، صدیقی، عہد نبوی کا نظام حکومت (علی گڑھ، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، ۱۹۹۴ء)، ص: ۴۰
- ۴۰ ایضاً، ص: ۴۴
- ۴۱ مودودی، ابوالاعلیٰ، خلافت و ملوکیت، (لاہور، قرآن کمپلیکس، ۲۰۰۶ء)، ص: ۱۰۲
- ۴۲ بخاری، الصّحیح، کتاب الاذان، باب امامۃ العبد والمولیٰ، حدیث: ۶۹۳
- ۴۳ مسلم، الصّحیح، کتاب الجہاد والسیر، باب جواز الخداع فی الحرب، حدیث: ۴۵۳۹
- ۴۴ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ص: ۴۳۰
- ۴۵ ایضاً، ص: ۲۷۱
- ۴۶ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۲۶۲
- ۴۷ یسین مظہر صدیقی، عہد نبوی کا نظام حکومت، (علی گڑھ، ادارہ تحقیق و تصنیف، ۱۹۹۴ء)، ص: ۶۰
- ۴۸ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص: ۳۶
- ۴۹ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، (کراچی، اردو اکیڈمی، ۱۹۸۱ء)، ص: ۲۷
- ۵۰ ابن سعد، طبقات، ج ۲، ص: ۶۳
- ۵۱ القرآن، الانفال: ۸: ۴۵
- ۵۲ عروہ بن زبیر، مغازی رسول، مترجم، سعید الرحمن علوی (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۰۲ء)، ص: ۱۹۰
- ۵۳ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاول پور (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۷ء)، ص: ۲۶۰
- ۵۴ ابن قیم الجوزی، زاد المعاد (بیروت، دار الکتب العربی، سن)، ص: ۵۲۰
- ۵۵ حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص: ۲۴۶